بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور مفتئی اعظم ھند حضرت علامہ مصطفی رضا خاں صاحب

ولادت:۔ مرجع العلماء والفقہاء سیدی حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی ولادت باسعادت ۔۲۲/ذوالحجہ ۱۳۱۰ھ بروز جمعہ صبح صادق کے وقت بریلی شریف میں ہوئی۔

پیدائشی نام ''محمد'' عرف ''مصطفیٰ رضا'' ہے۔ مرشد برحق حضرت شاہ ابوالحسین نوری قدس سرہ العزیز نے آل الرحمٰن ابوالبرکات نام تجویز فرمایا اور چھ ماہ کی عمر میں بریلی شریف تشریف لاکر جملہ سلاسل عالیہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور ساتھ ہی امام احمد رضا قدس سرہ کو یہ بشارت عظمٰی سنائی کہ

''یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہونچے گا۔ یہ ولی ہے۔''

حصو علم:۔ سخن آموزی کی منزل طے کرنے کے بعد آپ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا اور آپ نے جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد سیدنا امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ۔ برادر اکبر حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان۔ استاذ الاساتذہ علامہ شاہ رحم الٰہی منگلوری۔ شیخ علامہ سید بشیر احمد علی گڑھی۔ شمس العلماء علامہ ظہور الحسین فاروقی رامپوری سے حاصل کیے اور ۱۸ سال کی عمر میں تقریباً چالیس علوم وفنون حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

تدریس:۔ فراغت کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف ہی میں مسند تدریس کو رونق بخشی۔ تقریباً تیس سال تک علم وحکمت کے دریا بہائے۔ برصغیر پاک وہند کی اکثر درسگاہیں آپ کے تلامذہ ومستفیدین سے مالا مال ہیں۔

درس افتاء: فن افتا کی مثالی تعلیم کا خاکہ خود تلامذہ ہی کی زبانی سنئے۔

نائب مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

میں گیارہ سال تین ماہ خدمت میں رہا، اس مدت میں چوبیس ہزار مسائل لکھے جن میں کم از کم وہ ہیں جن پر حضور مفتی اعظم کی تصحیح وتصدیق ہے۔ میں گھسا پٹا نہیں، بہت سوچ سمجھ کر جانچ تول کر مسئلہ لکھتا تھا، مگر واہ رے مفتی اعظم اگر ذرا بھی غلطی ہے، یا لوچ ہے، یا بے ربطی ہے، یا تعبیر نامناسب ہے، یا سوال کے ماحول کے مطابق جواب میں کمی بیشی

ہے، یا کہیں سے کوئی غلط فہمی کا ذرا سا بھی اندیشہ ہے تو فوراً اس پر تنبیہ فرماتے اور مناسب اصلاح فرماتے۔ تنقید آسان ہے مگر اصلاح دشوار، مگر ستر سالہ مفتی اعظم کا دماغ اور علم ایسا جوان تھا کہ تنقید کے بعد فوراً اصلاح فرمادیتے اور ایسی اصلاح کہ پھر قلم ٹوٹ کر رہ جاتا۔ بار ہا ایسا ہوتا کہ حکم کی تائید میں کہیں عبارت نہ ملتی تو میں اپنی صواب دید سے حکم لکھ دیتا۔ کبھی دور دراز کی عبارت سے تائید لاتا مگر مفتی اعظم ان کتابوں کی عبارت جو دارالافتاء میں نہ تھیں زبانی لکھوادیتے۔ میں حیران رہ جاتا، یا اللہ کبھی مطالعہ کرتے دیکھا نہیں، یہ عبارتیں زبانی کیسے یاد ہیں۔

مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب پورنوی رقمطراز ہیں:۔

آپ درس افتاء میں محض نفس حکم سے آگا نہیں فرماتے بلکہ اس کے مالہ وماعلیہ کے تمام نشیب وفراز ذہن نشین کراتے ، پہلے آیات واحادیث سے استدلال فرماتے ، پھر اصول فقہ سے اس کی تائید دکھاتے اور پھر قواعد کلیہ کی روشنی میں اس کا جائزہ لے کر کتب فقہ سے جزئیات پیش فرماتے۔ پھر مزید اطمینان کے لئے فتاوٰی رضویہ سے امام احمد رضا کا ارشاد نقل فرماتے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ اقتباس آپ کی شان فقاہت اور کمال تبحر کا بین ثبوت اور اس بات کا روشن بیان ہیں کہ آپ مفتی ہی نہیں بلکہ مفتی ساز اور فقیہ ہی نہیں فقیہ ہی نہیں بلکہ فقیہ النفس تھے۔

مجاہدانہ زندگی:۔ آپ کی ۹۲ سالہ حیات مبارکہ میں زندگی کے مختلف موڑ آئے۔ کبھی شدھی تحریک کا قلع قمع کرنے کے لئے جماعت رضائے مصطفیٰ کی صدارت فرمائی اور باطل پرستوں سے پنجہ آزمائی کے لئے سر سے کفن باندھ کر میدان خارزار میں کود پڑے، لاکھوں انسانوں کو کلمہ پڑھایا اور بے شمار مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ قیام پاکستان کے نعرے اور خلافت کمیٹی کی آوازیں بھی آپ کے دور میں اٹھیں اور ہزاروں شخصیات اس سے متاثر ہوئیں۔ نسبندی کا طوفان بلاخیر آپ کے آخری دور میں رونما ہوا اور بڑے بڑے ثابت قدم متزلزل ہو گئے لیکن ہر دور میں آپ استقامت فی الدین کا جبل عظیم بن کر ان حوادث زمانہ کا مقابلہ خندہ پیشانی سے فرماتے رہے۔

آپ نے اس دور پرفتن میں نسبندی کی حرمت کا فتوی صادر فرمایا جبکہ عمومی دینی ادارے خاموش تھے، یا پھر جواز کا فتوی دے چکے تھے۔

وصال:۔ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ / ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء، بدھ کا دن گذار کر شب میں ۱ا بج کر چالیس منٹ پر ۹۲ سال کی عمر

شریف میں وصال فرمایا اور جمعہ کی نماز کے بعد لاکھوں افراد نے نماز جنازہ اسلامیہ کالج کھے وسیع میدان میں ادا کی اور امام احمد رضا کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

عبادت وریاضت:۔ سفر وحضر ہر موقع پر کبھی آپ کی نماز پنجگانہ قضا نہیں ہوتی تھی، ہر نماز وقت پر ادا فرماتے، سفر میں نماز کا اہتمام مشکل ہوتا ہے لیکن حضرت پوری حیات مبارکہ اس پر عامل رہے۔ اس سلسلہ میں چشم دید واقعات لوگ بیان کرتے ہیں کہ نماز کی ادائیگی واہتمام کے لئے ٹرین چھوٹنے کی بھی پرواہ نہیں فرماتے تھے، خود نماز ادا کرتے اور ساتھیوں کو سخت تاکید فرماتے۔

زیارت حرمین شریفین:۔ آپ نے تقسیم ہند سے پہلے دومرتبہ حج وزیارت کے لئے سفر فرمایا، اس کے بعد تیسری مرتبہ ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں جب کہ فوٹو لازم ہو چکا تھا لیکن آپ اپنی حزم واحتیاط پر قائم رہے لہذا آپ کو پاسپورٹ وغیرہ ضروری پابندیوں سے مستثنی قرار دے دیا گیا اور آپ حج وزیارت کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔

فتوی نویسی کی مدت:۔ آپ کے خاندان کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فتوی نویسی کا گراں قدر فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ۱۸۳۱ھ میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جدامجد امام العلماء حضرت مفتی رضا علی خاں صاحب قدس سرہ نے بریلی کی سرزمین پر مسند افتاء کی بنیاد رکھی، پھر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد مفتی نقی علی خاں صاحب قدس سرہ نے یہ فریضہ انجام دیا اور متحدہ پاک وہند کے جلیل القدر علماء میں آپ کو سرفہرست مقام حاصل تھا، ان کے بعد امام احمد رضا قدس سرہ نے تقریباً نصف صدی تک علوم ومعارف کے دریا بہائے اور فضل وکمال کے ایسے جوہر دکھائے کہ علمائے ہند ہی نہیں بلکہ فقہائے حرمین طیبین سے بھی خراج تحسین وصول کیا اور سب نے بالاتفاق چودھویں صدی کا مجدد اعظم تسلیم کیا۔

آپ کے وصال اقدس کے بعد آپ کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام نے اس منصب کو زینت بخشی اور پھر باقاعدہ سیدنا مفتی اعظم کو یہ عہدہ تفویض ہوا جس کا آغاز خود امام احمد رضا کی حیات طیبہ ہی میں ہو چکا تھا۔

آپ نے مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتوی نوعمری کے زمانے میں بغیر کسی کتاب کی طرف رجوع کئے تحریر فرمایا: تو اس سے متاثر ہو کر امام احمد رضا نے فتوی نویسی کی عام اجازت فرمادی اور مہر بنوا کر مرحمت فرمائی جس پر یہ عبارت کندہ تھی ''ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفیٰ رضا''

یہ مہر دینی شعور کی سند اور اصابت فکر کا اعلان تھی۔ بلکہ خود امام احمد رضا نے جب پورے ہندوستان کے لئے دار القضاء شرعی کا قیام فرمایا تو قاضی و مفتی صاحب کا منصب صدر الشریعہ، مفتی اعظم اور برہان الحق جبل پوری قدس اسرارہم کو عطا فرمایا،

غرضکہ آپ نے نصف صدی سے زیادہ مدت لاکھوں فتاوی لکھے۔ اہل ہندو پاک اپنے الجھے ہوئے مسائل آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے اور ہر پیدا ہونے والے مسئلہ میں فیصلہ کے لئے نگاہیں آپ ہی کی طرف اٹھتی تھیں۔ آپ کے فتاوی کا وہ ذخیرہ محفوظ نہ رہ سکا ورنہ آج وہ اپنی ضخامت و مجلدات کے اعتبار سے دوسرا فتاوی رضویہ ہوتا۔

«تصنیفات و ترتیبات»

آپ کی تصانیف علم و تحقیق کا منارۂ ہدایت ہیں۔ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں۔ حق تحقیق ادا فرماتے ہیں، فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے آپ کی تصانیف کا تعارف تحریر فرمایا ہے اسی کا خلاصہ ہدئیہ قارئین ہے۔

۱۔ المکرّمۃ النبویہ فی الفتاوی المصطفویہ (فتاوی مصطفویہ)

یہ پہلے تین حصوں میں عالی جناب قربان علی صاحب کے اہتمام میں شائع ہوا تھا۔

اب ایک ضخیم جلد میں حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ کی نگرانی میں رضا اکیڈمی بمبئی سے شائع ہوا ہے جو حسن صوری و معنوی سے مالا مال ہے۔

۲۔ اشد العذاب علی عابد الخناس۔ (۱۳۲۸)

تحذیر الناس کا رد بلیغ۔

۳۔ وقعات السنان فی حلق المسماۃ بسط البنان۔ (۱۳۳۰)

بسط البنان اور تحذیر الناس پر تنقید اور ۱۳۲ سوالات کا مجموعہ۔

۴۔ الرمح الدیانی علی راس الوسواس الشیطانی۔ (۱۳۳۱)

تفسیر نعمانی کے مولف پر حکم کفر و ارتداد گویا حسام الحرمین کا خلاصہ ہے۔

۵۔ النکتہ علی مراۃ کلکتہ (۱۳۳۲)

اذان خارج مسجد ہونے پر ائمہ کی تصریحات کا خلاصہ۔
۶۔ صلیم الدیان لتقطیع حبالۃ الشیطان۔ (۱۳۳۲)
۷۔ سیف القہار علی عبد الکفار۔ (۱۳۳۲)
۸۔ نفی العار عن معائب المولوی عبد الغفار۔ (۱۳۳۲)
۹۔ مقتل کذب وکید۔ (۱۳۳۲)
۱۰۔ مقتل اکذب واجہل۔ (۱۳۳۲)
اذان ثانی کے تعلق سے مولوی عبد الغفار کی تحریروں کے رد میں یہ رسائل لکھے گئے۔
۱۱۔ ادخال السنان الی الحنک الحلق البسط البنان۔ (۱۳۳۲)
۱۲۔ وقایۃ اہل سنۃ عن مکر دیوبند والفتنۃ۔ (۱۳۳۲)
اذان ثانی کے متعلق ایک کانپوری دیوبند کا رد۔
۱۳۔ الھی ضرب بہ اھل الحرب۔ (۱۳۳۲)
۱۴۔ الموت الاحمر علی کل انجس اکفر۔ (۱۳۳۷)
موضوع تکفیر پر نہایت معرکۃ الآراء بحثیں اس کتاب میں تحقیق سے پیش کی گئی ہیں۔
۱۵۔ الملفوظ، چار حصے (۱۳۳۸)
امام احمد رضا قدس سرہ کے ملفوظات۔
۱۶۔ القول العجیب فی جواز التثویب (۱۳۳۹)
۱۷۔ الطاری الداری لھفوات عبد الباری۔ (۱۳۳۹)
امام احمد رضا بریلوی اور مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے درمیان مراسلت کا مجموعہ۔
۱۸۔ طرق الھدی والارشاد الی احکام الامارۃ والجھاد۔ (۱۳۴۱)
اس رسالہ میں جہاد، خلافت، ترک موالات، نان کوآپریشن اور قربانی گاؤ وغیرہ کے متعلق چھ سوالات کے جوابات۔
۱۹۔ فصل الخلافہ (۱۳۴۱)

اس کا دوسرا نام سوراج درسوراخ ہے اور مسئلہ خلافت سے متعلق ہے۔

۲۰۔ حجۃ واھرہ بوجوب الحجۃ الحاضرہ۔ (۱۳۴۲)

بعض لیڈروں کا رد جنھوں نے حج بیت اللہ سے ممانعت کی تھی اور کہا تھا شریف مکہ ظالم ہے۔

۲۱۔ القسوۃ علی ادوار الحمر الکفرۃ۔ (۱۳۴۳)

جس کا لقبی نام ظفر علی رمۃ کفر۔

اخبار زمیندار میں شائع ہونے والے تین کفری اشعار کا رد بلیغ۔

۲۲۔ سامان بخشش (نعتیہ دیوان) (۱۳۴۷)

۲۳۔ طرد الشیطان۔ (عربی)

نجدی حکومت کی جانب سے لگائے گئے حج ٹیکس کا رد۔

۲۴۔ مسائل سماع۔

۲۵۔ سلک مراد آباد پر معترضانہ رماک۔

۲۶۔ نھایۃ السنان،

بسط البنان کا تیسرا رد۔

۲۷۔ شفاء العی فی جواب سوال بمبئی۔

اہل قرآن اور غیر مقلدین کا اجتماعی رد۔

۲۸۔ الکاوی فی العاوی والغاوی۔ (۱۳۳۰)

۲۹۔ القثم القاصم للداسم القاسم۔ (۱۳۳۰)

۳۰۔ نور الفرقان بین جند الالہ واحزاب الشیطان۔ (۱۳۳۰)

۳۱۔ تنویر الحجۃ بالتواء الحجۃ۔

۳۲۔ وہابی کی تقیہ بازی۔

۳۳۔ الحجۃ الباھرہ۔

۳۴۔نورالعرفان۔

۳۵۔داڑھی کا مسئلہ۔

۳۶۔حاشیہ الاستمداد (کشف ضلال دیوبند)

۳۷۔حاشیہ فتاوی رضویہ اول۔

۳۸۔حاشیہ فتاوی رضویہ پنجم۔

﴿مشاہیر تلامذہ﴾

بعض مشہور تلامذۂ کرام کے اسماء اس طرح ہیں جو بجائے خود استاذ الاساتذہ شمار کیے جاتے ہیں۔

۱۔شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ۔

۲۔محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان

۳۔فقیہ عصر مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں صاحب بریلی شریف علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۴۔فقیہ عصر شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

۵۔محدث کبیر علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور۔

۶۔بلبل ہند مفتی محمد رجب علی نانپاروی، بہرائچ شریف۔

۷۔شیخ العلماء مفتی غلام جیلانی صاحب گھوسوی۔

مستفیدین اور درس افتاء کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے ج کے احاطہ کی اس مختصر میں گنجائش نہیں، صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ آسمان افتاء کے آفتاب و مہتاب بن کر چمکنے والے مفتیان عظام اسی عبقری شخصیت کے خوان کرام کے خوشہ چین رہے۔جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کو جیسے وسیع و عظیم فن میں ایسا تبحر اور ید طولیٰ حاصل تھا کہ ان کے دامن فضل و کرم سے وابستہ ہو کر ذرے ماہتاب بن گئے۔

﴿بعض مشاہر خلفاء﴾

۱۔مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں بریلی شریف۔

۲۔غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی، ملتان پاکستان۔

۳۔ مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن صاحب رئیس اعظم اڑیسہ۔
۴۔ شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب، پیلی بھیت ۔
۵۔ رازی زماں مولانا حاجی مبین الدین صاحب امروہہ، مرادآباد۔
۶۔ شہزادہ صدر الشریعہ مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری کراچی، پاکستان۔
۷۔ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، گھوسی، اعظم گڑھ۔
۸۔ شمس العلماء مولانا قاضی شمس الدین احمد صاحب، جونپور۔
۹۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب۔ لائل پور۔ پاکستان۔
۱۰۔ خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی الہ باد۔
۱۱۔ پیر طریقت مولانا قاری مصلح الدین صاحب کراچی۔ پاکستان۔
۱۲۔ استاذ العلما محمد تحسین رضا خاں صاحب بریلی شریف۔
۱۳۔ قائد ملت مولانا ریحان رضا خان صاحب بریلی شریف۔
۱۴۔ تاج الشریعہ مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب بریلی شریف۔
۱۵۔ پیر طریقت مولانا سید مبشر علی میاں صاحب بہیڑی بریلی شریف۔
۱۶۔ فاضل جلیل مولانا سید شاہد علی صاحب الجامعۃ الاسلامیہ رامپور۔

تحریر:۔ مولانا محمد حنیف رضا خان صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف۔